

بموقع صد ساله عرسِ اعلیٰ حضرت
عرسِ چهلم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ

تا بش تاج الشریعہ



محمد عبداللہ خان مصباحی



پیش کش: رضا لائبیری مالیگاؤں نوری مشن مالیگاؤں



وارث علوم عالی حضرت علیہ
نبیہ نبیہ الاسلام جایین مفتی ام ہند

جزگو شہ مفسر اعظم حجۃ الشیخ اللہ اسلام و ایلمی قاضی القضاۃ تاج الشیعیہ

مفتی محمد احمد رضا خاں (قادی ازھری) حجۃ اللہ علیہ

اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ
کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

f /muftiakhtarrazakhan1011/

t /muftiakhtarraza

call +92 334 3247192



سلسلة اشاعت نمبر ۱۰۵

بفیض: تاج دار اہل صفت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری و حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ
زیر سرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

تابش تاج الشریعہ

محمد عبید اللہ خان مصباحی

حسب فرماکش: مصلح قوم حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری صاحب

ناشر: نوری مشن مالیگاؤں

ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں Cell. 9325028586

سن اشاعت ۲۰۱۸ھ / ۱۴۴۰ء ہدیہ: دعاے خیر

تقریب

دائی دین برحق علیہ السلام حضور محدث کیاں دا شرف افہام

مفہی مدد حسین از ہری

(صدر المدرسین جامعہ حفیہ سنی، مالیکاۃ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان معروف ہے از ہری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان عظیم شخصیات میں سے ہیں، جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کثیر خوبیوں اور کمالات سے سرفراز فرمایا۔ آپ عظیم فقیہ، محقق، مدرس، مفکر، داعی اور ایک عظیم مصلح قوم و ملت تھے۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے علوم اور حضور مفتی عظیم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہما الرحمۃ والرخوان کی علمی و روحانی و راشتوں کے سچے جانشین تھے۔

۲۳ فروری ۱۹۴۳ء کو بریلی کی سر زمین پر آپ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ ”محمد“ نام پر عقیقہ ہوا، والد گرامی حضور مفتی عظیم حضرت مولانا ابراہیم رضا خان بریلوی کی نسبت سے آپ کا نام ”اسما عیل“ رکھا گیا۔ اختر رضا کے عرفی نام سے مشہور ہوتے۔ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت مغرب اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔

چار سال چار مہینے چار دن کی عمر میں حضور مفتی عظیم نے تسمیہ خوانی کرائی۔ مرد جدیدینی و عصری علوم سے فراغت کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ۱۹۴۳ء میں جامعہ از ہر مصر میں داخلہ لیا، اور ۱۹۴۶ء میں جامعہ از ہر مصر کی تعلیم مکمل کر کے بریلی شریف تشریف لائے۔ بعد فراغت تناوصال دین متین کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت میں شب و روز مشغول ہوتے۔

یوں تواریم الحروف کو حضور تاج الشریعہ کی زیارت کا بارہا شرف حاصل ہوا: مگر ہر مرتبہ تنگی باقی رہ گئی لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ حسین و عظیم موقع عنایت فرمایا، جس کے سبب دل کو کچھ قرار

حاصل ہوا۔ یہ ۲۰۰۹ء کی بات ہے جب راقم جامعۃ الازہر مصر میں زیر تعلیم تھا۔ اطلاع ملی کہ حضور تاج الشریعہ مصر کے دورہ پر آرہے ہیں، یہ خوش خبری سنتے ہی طلبہ کی خوشی کی انتہاء رہی۔ چوں کہ یہ دورہ ازہر کے امتحانی ایام میں ہو رہا تھا۔ اس لیے طلبہ کے درمیان ذمہ داریاں تقسیم کردی گئیں۔ ہر فرد پروگرام کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ علماء ازہر اور دیگر جامعات کے علماء کو دعویٰں دی گئیں۔ ۳رمذان ۲۰۰۹ء کو کلیہ الدعوة الاسلامیة کے ہال میں کانفرنس منعقد کی گئی جس میں تاج الشریعہ نے علماء مصر کے روپ و رفع و بنیغ عربی زبان میں تقریر فرمائی، اخیر میں سوال و جواب کا سیشن بھی رکھا گیا۔ جس میں مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق غیر وہ کی جانب سے پھیلائی گئیں غلط فہمیوں کا زال بھی ہوا۔

۶رمذان ۲۰۰۹ء کو ازہر اور دیگر جامعات کے طلبہ درس حدیث کے لیے حضور والا کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔ حضرت نے بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس دیا، اختتام درس پر سند حدیث کی اجازت عطا فرمائی اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد کو داخل سلسلہ فرماتے ہوئے دلائل اخیرات شریف کی اجازت بھی محافت فرمائی۔ ۷رمذان ۲۰۰۹ء کی شام کو تمام طلبہ نے اشکبار آنکھوں سے حضور والا کو الوداع کہا۔ جامعہ حقيقة سنیہ مالیگاؤں کے قابل وفات اسماز حضرت مفتی عبید اللہ خان مصباحی نے اپنی تالیف ”تألیش تاج الشریعہ“ میں حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے اہم گوئشوں کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے پیغمات کو قوم تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اس کاوش کو قبول فرمائے اور مزید ملت یہاں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، بجاه النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

احترم دشمن ازہری

پرنسپل جامعہ حقيقة سنیہ، مالیگاؤں

۲۸ ستمبر ۱۴۳۹ھ / ۹ ستمبر ۲۰۱۸ء

تقریظ جلیل

از: خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی (قاضی ادارہ شرعیہ مفتی) حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری از ہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات تقویٰ و طہارت کے اس عظیم و جلیل منصب پر فائز ہے؛ جس کی مثال اس زمانے میں ملنی مشکل ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امام الہمنت امام احمد رضا کی علیگی و نبی و راشت کا خوب حق ادا کیا۔ احراق حق سے ایسا کام لیا کہ آپ کی ذات حق و صداقت کا مینارہ نور بن گئی۔ اور آج سمتوں میں آپ کے نام و کام کی دھوم و مقبولیت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت عطا کی کہ چہرہ اقدس کے دیدار سے لاکھوں دل ایمان کے نور سے معمور ہو گئے۔ لکنے ہی افراد نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اس ضمن میں درجنوں واقعات مختلف مقامات پر متواتر پیش آئے۔ سلسلہ قادریہ کا فیض آپ کی ذات مبارک سے دور تک پہنچا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے بلا خوفِ لومتہ لائم حق گوئی کا مظاہرہ فرمایا۔ خلاف شرعاً معاملات میں ملوث افراد کی بروقت اصلاح کی، جس کے معرفت اپنے پرائے بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال سے پوری دنیا سے سنیت سوگوار ہو گئی۔

خلیفہ حضور محدث کبیر مولانا عبد اللہ خان مصباحی (استاذ جامعہ حفیہ سنیہ مالیگاؤں) لائق مبارک بادیں، آپ نے حضور تاج الشریعہ کی خدمات پر مختصر انداز میں بہت عمده مقالہ لکھا ہے، جس میں کنجی پہلو سمیٹ لیے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی تقویٰ شعار زندگی کے کنجی گوشے اجاگر کیے ہیں۔ علم و فن میں مہارت و تتفہ نیز حدیث میں دسترس پر متعدد حوالوں سے کام لیا ہے۔ عزیز گرامی کی یہ کاوش لائق تہذیت ہے۔ میں نوری مشن کی بھی تاثش کرتا ہوں جن کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت عمل میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مشن کے کارکنان کو ذوق و عرم و حوصلہ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول و مقبول فرمائے اور انھیں اور ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پرستی سے قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین یارب العالمین، سجادہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جو شخصیتیں عند اللہ مقبول ہوتی ہیں وہ جملہ جہات سے آفی اور عقروی ہوتی ہیں۔ جس زاویے سے بھی انہیں دیکھیے وہ کامل و اکمل نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھ کر ان سے نقص و عیوب دور فرمادیتا ہے۔ مگر ایسی ہستیاں روزانہ عالم وجود میں نہیں آتیں۔ بلکہ ایک طویل عرصے کے بعد وجود میں آتی ہیں اور عشق و عرفان کا سورج بن کر زمانے والوں کو جلا بخشتی ہوئی، مردہ قلوب کو زندگی کا جام پلاتی ہوئی، گروں کو سنبھالتی ہوئی، ساکنان عالم کو امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کا سبق پڑھاتی ہوئی، انہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا درس دیتی ہوئی، ان کے درمیان اپنا نام منٹنے والے انمول نقوش چھوڑ کر ظاہری طور پر ہمیشہ کی نیند سو جاتی ہیں۔ پھر اہل دنیاں کے تابندہ نقوش کو چومنتے رہتے ہیں اور اپنے لیے دارین کا سامان کرتے رہتے ہیں۔

انہیں شہرہ آفاق شخصیتوں میں ضیاء العلماء و مسلیمین، بدر الکمالاء النادرین، قاضی القضاۃ فی الہند، مرشد دین برحق، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین تاج دار اہل سنت، رہبر شریعت و طریقت، فخر ازہر حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان المعروف بتاج الشریعہ کی ذات باہر کات ہے۔

پیدائش و نام و نسب:

تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت ججۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے خلف اسعد مفسر قرآن مولانا ابراہیم رضا خان، جن کی رسم مناکحت حضور مفتی اعظم ہند کی لاڈی شہزادی سے ہوئی تھی، انہیں دونوں حضرات کے آنکن میں ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء کو قدم رنجہ ہوئے۔ آپ کا نام محمد اکمل علیل رضا خان رکھا گیا اور عرفیت ”اختر رضا“ ہوئی جو شہرت پا گئی۔

رسم بسم اللہ خوانی:

آپ کی پیدائش کے وقت ہندوستان ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر حالات ناگفته تھے، آزادی ہند کی لڑائی آخری مرحلے میں پیغمبیر چکی تھی، ادھر اندر ورن ہند مسلمانوں کو تہہ بخ کرنے کے لیے اسلام دشمن طعن طقیں مجتمع ہورہی تھیں، مسلمانوں کے مابین مسلکی اختلافات کی چنگاریاں شعلہ جوال کی شکل اختیار کر چکی تھیں، ملت پیضاء جملہ مشکلات کا سامنا کر رہی تھی، غرض یہ کہ چہار جانب فتوں کا پہاڑ کھڑا تھا، کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ چار سال چار مینے اور چار دن کے ہو گئے تو آپ کے والد گرامی نے رسم بسم اللہ خوانی کی مجلس سجائی۔ اکثر ایسی مجلسوں میں لوگ امراء اور رؤساؤ کو مدعو کرتے ہیں۔ لیکن مفسر قرآن نے ان تمام رسماں کو توقیرتے ہوئے اس محفل کے حقیقی چہرے کو اجاگر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے لگائے ہوئے علمی چجن دار العلوم منظہر اسلام کے طالبان علوم نوبیہ کو مدعا فرمایا۔ جن کے رو بروز شد وہ دایت کے منارہ بلند تقویٰ و طہارت کے امام، خسر مفسر قرآن، شہزادہ اعلیٰ حضرت، برادر حجۃ الاسلام یعنی آپ کے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی نے نگاہِ ولایت ڈالتے ہوئے خصوصی توجہ کے ساتھ اپنے نواسے کی اپنی زبان فیض ترجمان سے رسم بسم اللہ خوانی کرائی۔

ابتدائی تعلیم اور منظر اسلام میں داخلہ:

ظاہر ہے کہ جس علم کے حصول کی ابتداء تاج دار اہل سنت نے کرائی تھی اس کی تکمیل بھی پایہ ثبات کے ساتھ ہونا تھی۔ آپ کی مہربان والدہ نے ناظرہ قرآن مقدس ختم کروا یا۔ والد گرامی نے اردو کی چند کتابیں پڑھائیں اور جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی، ادبی و درسی کتابوں کے مطالعے اور آن کے مباحث کے حل کا شوق آپ کے اندر پروان چڑھتا گیا۔ درمیں اتنا آپ نے بریلی اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا اور انگریزی و ہندی زبانوں کے ساتھ ریاضیات اور دوسرے علوم جدیدہ سے بھی آشنای حاصل کر لی۔

ان سب کے باوجود آپ کے سینے میں عربی زبان و ادب پر کامل درستس حاصل کرنے کا

بجدہ موجیں مار رہا تھا، اس جذبے کی تکمیل کے لیے آپ نے دارالعلوم منظراً اسلام میں داخلہ لیا ہی تھا کہ قسمت سے فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التواب مصری جیسے اتنا دکا دامن ہاتھ آگیا۔ جو خود عرب تھے اور تدریسی خدمات انجام دینے کی غرض سے دارالعلوم منظراً اسلام میں مقرر ہوئے تھے، گویا قبل اتنا دکا قابل شاگرد مل گیا اور دونوں قلب شادمانی سے کھل آٹھے۔

عربی زبان میں مہارت کی تدبیر اور ازہر میں داخلہ:

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عربی زبان پر مہارت حاصل کرنے کے لیے جو تدبیر نکالی گئی وہ تھی کہ آپ عربی اخبارات پڑھ کر اتنا دکو سناتے جاتے اور حسب ضرورت زبان کے اشکالات حل کر لیتے جاتے، پھر اردو اور ہندی اخبارات پڑھ کر ان کا عربی زبان میں ترجمہ فرماتے، عربی زبان پر قدرت کے لیے یہ تدبیر ایسی مؤثر ثابت ہوئی کہ چند دنوں میں آپ اہل عرب کی طرح عربی بولنے میں ماہر ہو گئے۔

آپ کے اتنا دکا گرامی پر آپ کی ذہانت کا گھر اڑ ہوا اور انہوں نے آپ کے والد گرامی کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنے لاڈ لے شہزادے کو جامعہ ازہر مصر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ کرائیں۔ چنانچہ ان کا مشورہ مانا گیا۔ اور ۱۹۶۳ء میں آپ کا داخلہ جامعہ ازہر میں شعبۃ الکلیہ اصول الدین میں کرا دیا گیا۔

تاریخ نگار حضرات اچھی طرح جاننے میں کہ جس وقت شہزادہ مفسر قرآن نے ازہر میں داخلہ لیا تھا اس وقت وہاں کے اساتذہ کو ایک نیا تجربہ یہ ہوا کہ آپ نے عجیبی ہوتے ہوئے وہاں کے اساتذہ سے خالص علمی روشن پر ہمیشہ عربی زبان میں بے تکف گفتگو فرمائی۔ عموماً ہوتا یہ ہے کہ ابتداء میں عجیبی طلبہ وہاں کے اساتذہ کے سامنے زبان کھونے سے گھبراتے ہیں۔ مگر خانوادہ اعلیٰ صدر کے اس میکھتے ہوئے پھول نے بلا جھگٹ عربی زبان میں گفتگو فرمائی کر خود کو ان اساتذہ کی توجہ کا مرکز بنالیا۔ واضح ہو کہ آپ سے جب کبھی سوالات کیے جاتے، آپ ان کا تکلیف بخش جواب عنایت فرماتے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ سال اول کے سالانہ تقریری امتحان کے موقع پر ایک اتنا دکا نے آپ سے علم

کلام کا ایسا سوال پوچھ لیا۔ جس کو سن کر سارے طلبہ خاموش رہے، مگر نواسہ تاج دار اہل سنت نے اپنی خاندانی روشن کو برق ارکھتے ہوئے عربی زبان میں نہ صرف سوال کا جواب دیا، بلکہ انہی صراحت کے ساتھ جواب کی وضاحت فرمائی کہ استاد حیرت زدہ رہ گئے۔

حاصل کلام یہ کہ جامعہ از ہر جیسی اسلامی یونیورسٹی میں آپ کے علم و فضل و کمال کی دھو میں مجھ گئیں۔ ہر یعنی سال کے اختتام پر جملہ طلبہ میں اولیت کا تاج آپ ہی کے سر رکھا جاتا۔ یہاں تک کہ ۱۹۶۶ء میں آپ کی نمایاں کارکردگی کی بنیاد پر مصر کے صدر، جمال عبد الناصر کے ہاتھوں آپ کو علوم اسلامیہ کی اضافی ڈگری کے ساتھ جامعہ از ہر ایوارڈ سے نواز گیا اور اسی سال آپ نے جامعہ سے سند فراغت بھی حاصل کی۔

والد گرامی کی رحلت اور مصر سے ہند کی طرف ورود:

یہ تذکرہ بھی یہاں قابل توجہ ہے کہ فضیلۃ الشیخ عبد التواب مصری صاحب کی فرمائش پر آپ کے والد گرامی نے آپ کو از ہر بیچ دیا مگر اپنے لاڑکانی کامیاب واپسی کو اپنی ظاہری نگاہوں سے نہ دیکھ سکے اور رجوب ۱۹۶۵ء کو ۴۰ سال کی عمر میں اس دارفانی سے دار بقا کو رحلت فرمائے۔

جس وقت جامعہ از ہر سے سند فراغت و تحصیل کے ساتھ خانودہ اعلیٰ حضرت کامیت اباں اسلامی تہذیب کی جملہ خوبیوں کی رونق کے ساتھ اپنے وطن مالوف کی طرف رخت سفر باندھ کر واپس ہوا تو تاج دار اہل سنت حضور مفتی اعظم نے نفس نفیس اٹیش پہنچ کر اس مدد رخشاں کا استقبال فرمایا۔ سب سے پہلے گلے لگا گیا، پیشانی چومی اور خصوصی دعاؤں سے نواز۔

تدریسی خدمات کا آغاز اور رسم مناکحت:

تحصیل علم کے بعد اب باری تھی تشكین علوم و معرفت کو اپنے علمی خوانے سے ملا مال کرنے کی۔ لہذا از ہر سے واپسی کے بعد ۱۹۶۷ء میں آپ دارالعلوم منظراً اسلام میں تدریسی خدمات کے لیے مقرر ہوئے، یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ آپ کے کانند ہے پر ایک اور ذمہ داری ڈالی گئی اور ملکہ الشعرا، استاذ ذمن حضرت علام حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی پوتی یعنی مولانا حسین رضا خاں بریلوی علیہ

الرحمہ کی صاحبزادی سے ۳۱ نومبر ۱۹۶۷ء کو آپ کی رسم مناکحت ادا کی گئی۔

ازدواجی زندگی کی مصروفیت کے باوجود آپ کے تدریسی امور میں کمی قسم کی کوتی کی نہیں آئی۔ بلکہ سلسلہ تدریس اور پہنچتہ ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ تقریری کے گیارہویں سال حضرت رحمانی میاں نے دارالعلوم منظراً اسلام کے صدر المدرسین کا بارگراں بھی آپ کے کاندھے پر ڈال دیا۔ آپ نے اپنے عہد صدارت میں منظراً اسلام کی تعلیم و تعمیر کو پایہ ثبات تک پہنچایا۔ مگر مصروفیتوں کا دائرہ وسیع تر ہوتا گیا جس کی بنیاد پر باخابطہ تدریسی کام ممکن نہ رہ سکا تو اپنے دولت کدے پر درس قرآن و حدیث کی محفل سجائی، اس درس کی افادیت اتنی بڑھ گئی کہ منظراً اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نور یہ رضویہ کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد آپ کے درس قرآن و حدیث میں شامل ہونے لگی۔ درس قرآن و حدیث میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے طول و عرض کے مختلف مدارس کے دورہ حدیث کے طلبہ کی ختم بخاری شریف کی تقریب کے لیے آپ خصوصی طور پر مدعو کیے جاتے۔

فتاویٰ نویسی:

ان سب کے باوجود آپ جس خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اس کا خاص وصف فتویٰ نویسی ہے۔ اس خانوادے میں فتویٰ نویسی کی ابتداء کا سہر احضرت مولانا رضا علی خان کے سر بندھتا ہے۔ جنہوں نے ۱۸۳۱ء میں اس کا آغاز فرمایا۔ اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ نویسی کی ابتداء ۱۸۶۹ء میں فرمائی تھی۔ حجۃ الاسلام بریلوی نے اس کام کی ابتداء ۱۸۹۵ء میں کی، حضور مفتی اعظم ہند نے اس کا خیر کا آغاز ۱۹۱۰ء میں کیا، جو ان کی رحلت تک جاری رہا۔ اور تماج دار اہل سنت کے فضل و کمال کے سچے جانشین حضور تماج الشریعہ نے اس مبارک کام کی ابتداء صرف چودہ سال کی عمر میں فرمادی تھی مگر باخابطہ طور پر جامعہ از ہر سے واپسی کے بعد اپنی غایبت درجہ کی وچھی کی بناء پر فتاویٰ نویسی میں منہمک ہو گئے۔ یہ سلسلہ آپ کی زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ اس دوران آپ نے آن گنت ناقص مسائل حل فرمائے۔ جن کے عشر عشیر کا احاطہ یہ مختصر تحریر نہیں کر سکتی۔

فتاویٰ نویسی میں من جانب اللہ آپ کو وہ مقام حاصل ہوا کہ وقت کے مقتدر مقیمان کرام آپ

کے رشحات قلم کے سامنے اپنا سر تسلیم فرم کرتے نظر آئے۔ آپ کا فتویٰ اور فیصلہ خصوصاً اختلافی مسائل میں تابوت میں آخری کیلیں کی جیشیت رکھتا۔ مشاہدے سے ثابت ہوا ہے کہ جب بھی کسی مسئلے میں افراد امت الجھے ہوئے نظر آتے تو صاحبان فہم و فراست اور دانشوران قوم کی نگاہیں آپ کی بارگاہ کی ملجمی بی بی رہتیں اور جو بھی فیصلہ ہوتا اُسے بسر و چشم قبول کر لیا جاتا۔

مفہی اعظم کی صحبت کا اثر:

آپ کے فہقی کمالات اور باوقار فتویٰ نویسی کی سب سے بڑی وجہ تاج دار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہندی کی صحبت تھی، جیسا کہ خود تاج الشریعہ فرماتے ہیں: ”میں پچھن سے ہی حضرت (مفہی اعظم) سے داخل مسلسلہ ہو گیا ہوں۔ جامعہ از ہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دیپکی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرا مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور بھی بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دیپکی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں وہ فیض حاصل ہوا جو کسی کے پاس مددوں بلیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا ہے۔“ (تجلیات تاج الشریعہ، ص ۱۰۸)

یہ مبنی پر حقیقت ہے کہ اچھوں کی صحبت سے انسان مراتب علیاً تک جا پہنچتا ہے، اور بعض اللہ کے برگزیدہ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی ایک دو گھنٹے کی صحبت سالوں کی محنت و مشقت پر غالب آجائی ہے۔ حضور مفتی اعظم ہندی کی صحبت انہیں میں سے ایک تھی۔ جس صحبت نے حضور تاج الشریعہ کو بالاتفاق بزم افقاء کی بہار قرار دیا۔

تصنیفی کارنامے:

فاؤنڈیشن کے علاوہ تاج الشریعہ، بدراطیریقہ نے مختلف موضوعات پر مختلف زبانوں میں تراجم و حوالشی کے علاوہ تقریباً ۲۰۰ معرکۃ الآراء کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جو آپ کے علمی اتحضان، وسعت مطالعہ، وفور معلومات، جودت طبع، بلندی فکر اور عمیق نگاہی کی اعلیٰ دلیل ہیں، جنہیں دیکھ کر دنیا نے علم

وتحقیق حسرت زده اور انگشت بدنداں ہے۔ آپ کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں۔
اردو تصنیفات:

(۱) بھرتو رسول (۲) آثار قیامت (۳) ثانیٰ کامسئلہ (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تاریخ یا آزر (۵) لیٰ وی اور ویدیٰ کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) سنو چپ رہو (۷) دفاع کنز الایمان (جلد ۲) (۸) الحجت لمبین (۹) تین طلاق کا شرعی حکم (۱۰) کیادین کی مہم پوری ہو چکی؟ (۱۱) (۱۲) جشن عید میلاد النبی ﷺ (۱۳) سفیہ بخشش (۱۴) فضیلت نسب (۱۵) تصویر کا مسئلہ (۱۶) اسمائے سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ (۱۷) القول الفائق بحکم الاقداء بالفاسق (۱۸) سعودی مظالم کی بھانی اخت رضا کی زبانی (۱۹) العطا یا الرضویہ فی فتاوی الازھریہ (زیرتتیب: ۵ جلدیں)

عربی تصنیفات:

(۱) الصحابة نجوم الاهتداء (۲) نبذة حياة الامام احمد رضا (۳) سد المشارع (۴) حاشیہ عصیدۃ الشهدۃ شرح القصیدۃ البردة (۵) تعلیقات زاهرہ علی صحيح البخاری (۶) مراد النجدیہ بجواب البریلویہ (۷) (۸) نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لهب یوم الاثنین شرح قصیدۃ البردة۔

ان کے علاوہ چند عربی کتب کے آپ نے اردو میں تراجم بھی کیے ہیں، وہ بھی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:
عربی کتب کے تراجم:

- (۱) انوار المیان فی توحید القرآن
- (۲) ترجمہ المعتقد المنتقد
- (۳) الزلال النقی من بحر سبقة الاتقى
نیز حالات کے تقاضے پر اعلیٰ حضرت کی چند اردو کتب کے عربی زبان میں بھی آپ نے

ترجمہ کئے میں۔ جو زیر نظر ہیں۔

تعاریب: (یعنی اعلیٰ حضرت کی اردو کتب کے عربی تراجم)

(۱) برکات الامداد لاهل استمداد (۲) عطا یا القدير في حكم التصوير

(۳) اهلاك الوهابيين على توهين القبور المسلمين (۴) تيسير الماعون لسكن في الطاعون (۵) شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام (۶) قواعد القهار في رد المحسنة الفجار (۷) الهاد الكاف في حكم الضعاف (۸) الامن والعلى لناعقى المصطفى بداعي البلاء (۹) سبحان السبوح عن عيب كذب المقبوح

(۱۰) حاجز البحرين الواقي عن جمع الصلاتين۔

منکورہ تصنیفات، شروح و حواشی و تراجم سے عیایا ہوتا ہے کہ تاج الشریعہ، بدر الطریقہ کا مبلغ علم درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ نیز منکورہ قلمی رشحات پر نظر کرنے کے بعد علوم دینیہ سے آپ کے شغف کا انہصار ہوتا ہے۔

اہل خرد پر یہ بات مخفی نہیں کہ اردو زبان میں تصنیف و تالیف قدرے آسان ہے لیکن عربی زبان میں یہ کام مشکل تر ہے، مگر تاج الشریعہ بدر الطریقہ نے یہ کام بھی بدرجہ اتم اتنے حسین پیرائے میں بخایا ہے کہ عرب و غم کے ذی وقار علماء کرام کی ایک بڑی تعداد آپ کی علمی و فقہی دینی و علمی خدمات و کمالات کی معترض ہے۔ آپ نے جس میدان میں بھی قدم رکھا، اسے خوبی کے ساتھ اتنا تک پہنچانے کی پوری کوشش کی، زمانہ جاتنا ہے کہ علم و فضل کے اس سمندر نے جس جانب بھی تو جہ کی ہے، اسے غیر معمولی تقویت عطا کی ہے، جس فن کو ہاتھ لگایا ہے، اس میں اور کجی ابواب کا اضافہ فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ ذہانت اور مضبوط وقت حافظہ عطا فرمائی تھی کہ جس چیز کو ایک بار مطالعہ فرمائیتے وہ ہمیشہ کے لیے ذہن کے خانوں میں محفوظ ہو جاتی، یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ میں حوالہ جاتی کتب کی ایسی کثرت نظر آتی ہے جو دوسرے مفتیان کرام کے یہاں بہت کم پائی جاتی ہے۔ درستی رائے کا یہ حال ہے کہ کبھی کسی فتوے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، جو بھی تحریر

فرماد یتے وہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ناص ہے۔
اردو ترجمہ المعتقد المدققہ:

عمومی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ جو ایک فن یا علم میں مہارت رکھتا ہے وہ دوسرے فن سے نا آشنا ہوتا ہے۔ لیکن سرکار تاج الشریعہ کی ذات بابرکات گوناگون خصوصیات سے بھری ہوئی تھی۔ آپ جس طرح علم فقه میں کیتائے روزگار نظر آتے ہیں؛ اسی طرح علم کلام میں بھی بے نظیر و بے مثل دکھانی دیتے ہیں۔ آپ کے علی کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ المعتقد مصنفہ علامہ فضل رسول بدایوی علیہ الرحمہ کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب چوں کہ عقائد و کلام کے اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ اس لیے تاج الشریعہ نے یہ نسخہ محسوس کی کہ اس کتاب کی افادیت کو اردو زبان میں عام کیا جائے تاکہ اردو داں طبقہ کو اس سے استفادہ کا موقع ملے اور چوں کہ یہ کتاب بعض مدارس اہل سنت کے نصاب میں شامل ہے؛ تو اس سے درس و تدریس میں آسانی پیدا ہو سکے۔ ان ہی باتوں کے پیش نظر آپ نے اس بارگراں کو آٹھا یا اور صرف ۲۰ ماہ کی قلیل مدت میں اپنی عدیم الغریبی کے باوجود اس کا ترجمہ مکمل فرمادیا۔ جس کی کمی بار اشاعت ہوئی۔

یہاں یہ خیال رہے کہ بعض کتابوں کی حاشیہ نکاری اور ترجمہ آسان ہوتے ہیں۔ جسے عربی اصول و قواعد کے واقف کار آسانی سے حل کر لیتے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے مفید بنا دیتے ہیں۔ لیکن بعض کتابیں ایسی فہمی اور مشکل ہوتی ہیں کہ جن کا ترجمہ و تشریح آسان نہیں ہوتی۔ انہیں کتابوں میں سے المعتقد المدققہ بھی ہے۔ جس کی ترجمہ نکاری کافی مشکل تھی۔ مگر تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تحریر کی بنیاد پر اسے بآسانی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جو چھپ کر عند اعلیاء مقبولیت تامہ کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔

(منکورہ دوں اقتباسات مفہوم ہیں، مضمون: ”تاج الشریعہ علی مقام“ از قلم: علامہ عبدالنبی بن نعیمانی مصباحی)

تعلیقات زاہرہ دینی خدمات کی عظیم شاہکار:

اسی طرح اصح الكتب بعد کتاب اللہ یعنی ”بخاری شریف“ جسے علم حدیث کی دنیا میں بلند مقام و

مرتبہ حاصل ہے، جس کی تدوین کے لیے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مجاہدات طویلہ کی منزاں سے گزرا
پڑا، اور اپنے خون پسینے کو بھاتے ہوئے پوری دیانت داری کے ساتھ یہ نادر اور انمول کتاب مرتب
فرمائی۔ اس کتاب بخاری پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی "تعلیقات زاہرہ" بھی آپ کی دینی خدمات
کی ایک عظیم شاہکار ہے۔ جو رہتی دنیا تک اہل نظر حضرات کی مشام جاں کو مطرکرتی رہے گی۔

یہاں سوال یہ ہے کہ ان تعلیقات کی ضرورت کیوں پڑی؟ کس چیز نے حضور والا کو اس عظیم
کام اور مشکل ترین امر کے حل پر مائل کیا؟ تو وہ ہے بر صغیر ہندو پاک میں بخاری شریف پر چھٹنے
والا "عاشری"

یوں تو متعدد محدثین نے اس کتاب صحیح پر حاشیہ نگاری کی ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں جو حاشیہ
بخاری شریف پر مطبوع ہے، وہ علامہ احمد علی سہار پوری کا ہے۔ بخاری شریف پر حاشیہ نگاری محشی کے
اپنے علقے میں اُن کی بڑی خدمت شماری کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دیدہ ہو کہ دانستہ اُن کا قلم
لغز شوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اور جگہ جگہ عقائد اہل سنت اور جمورو محدثین کی فکر و تحقیق کے خلاف باقی
زیر قلم آگئیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اُن موضع کی نشان دہی کر دی جائے اور حدیث کی صحیح ترجمانی
سے اُمت کو باخبر کیا جائے۔

ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں تھا بلکہ انتہائی صبر آزماتھا، اور اس کے لیے انتہک محنت درکار تھی۔
ساتھ ہی اس کا رخیر کی تکمیل کے لیے ایک ایسی ذات کی ضرورت تھی جو بیک وقت محدث ہونے
کے ساتھ ساتھ فقیر بھی ہو اور عقائد کے اصولوں پر گہری نظر بھی رکھتا ہو، احراق حق اور ابطال بالٹ کرنا
جس کا شیوه ہو۔ ان گونا گول خوبیوں والی ذات صرف جانشینِ مفتی عظیم حضور تاج الشریعہ کی تھی۔
چنانچہ بفضل رب اکبر و بکرم رسول اکرم و بعثایت غوث و خواجہ و رضا آپ نے قلم آٹھایا اور دیکھتے ہی
دیکھتے اس امر عظیم کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ جو از ہر ہند الجامعہ الاشرفیہ مبارکبور کے زیر اہتمام قائم
محل برکات سے چھپ کر زکا ہوں کے سامنے موجود ہے۔

آپ کی تعلیقات زاہرہ کے کچھ نو نے پیش کیے جاتے ہیں۔ لیکن پہلے بخاری شریف جلد اول

ص ۲۶۲، مطبوعہ مکتبہ حجیمیہ مجلس برکات، جلد اول، ص ۱۸۱، سے اصل عبارت کے ساتھ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اوصی البریدۃ الاسلامی ان یجعل فی قبرہ جریدان
حضرت ابن حصیب الْمَلِی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھی
جائیں۔

ورأى ابن عمر فسطاطاً على قبر عبد الرحمن فقال انزعه يا غلام فإنما
يظلله عمله

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمه دیکھا تو
فرمایا اے لڑکے! اسے اکھاڑدے اس پر اس کا عمل سایہ کئے ہوئے ہے۔

وقال خارجة بن زيد رايتنی و نحن شبیان فی زمان عثمان و ان اشدنا
وثبة الذی یثبت قبر عثمان بن مظعون حق یجاوزه

اور خارجه بن زيد نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور ہم حضرت عثمان کے زمانے میں
جو ان تھے، ہم میں سب سے لمبی چھلانگ لگانے والا وہ ہوتا جو عثمان کی قبر کو چھلانگ جاتا۔

وقال عثمان بن حکیم اخذ بیدی خارجة فجلستی على قبر و اخبرني عن
عمه یزید بن ثابت قال انما کرہ ذالک لمن احدث عليه
اور عثمان بن حکیم نے کہا خارجه نے میرا باتھ پکڑ کر ایک قبر پر بیٹھا یا اور اپنے چچا یزید بن
ثابت سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ اخنوں نے کہا کہ ”قبر پر اسے بیٹھنا مکروہ ہے جو اس پر بول
و برآز کرے۔“

منکورہ احادیث میں حضرت بریدہ الْمَلِی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبر پر شاخ رکھنا
محتسن ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق میت پر سایہ کرنے کی نیت سے خیمه لانا منع
ہے اور حضرت خارجه رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر چھلانگ لگانا جائز ہے۔

اب مُحشی علامہ احمد علی سہاران پوری مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے اپنے حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

ان غرض المؤلف من وضع هذه الترجمة الاشارة الى ان وضع الجريد
على القبر لا ينفع الميت كمالا ينفعه ظل الفسطاط بل ينفعه عمله الصالح
و كذلك لا يضره الجلوس و نحوه من علوه البناء والوثبة عليه بل النفع والضرر
اما هو باعتبار عمله لاغير
خلاصہ کلام مُحشی:

زیرنظر حاشیہ سے مُحشی موصوف نے اپنے موقف اور فکر و خیال کا اظہار کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ قبر پر ہری شاخ رکھنے سے میت کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ جس طرح خیمے کا سایہ اس کو کچھ نفع نہیں دیتا۔ یوں ہی قبر پر بیٹھنے، اس کو بچلانگے سے میت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، بلکہ نفع و نقصان صرف اور صرف اس کے اتھے بڑے اعمال پر موجود ہے۔
اہل فہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مذکورہ باتیں احادیث صحیحہ، اقوال ائمہ اور عقائد اہل سنت کے خلاف ہیں۔ اس لیے جائشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے علامہ احمد علی سہاران پوری کا زبردست علمی تعاقب کیا اور حق و باطل کے ما بین خلافاً صلی گھبیج کر احادیث مبارکہ کی صحیح تشریح امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمائی۔

اس مقام پر کاتب المعرفت کا یہ خیال ہے کہ تاج الشریعہ کا حاشیہ پیش کرنے سے قبل چند وہ احادیث صحیحہ (مُحشی موصوف) کے موقف اور ان کی فکر کے رد میں اور اہل سنت کے عقائد و معمولات کے ثبوت میں میں، جنہیں تاج الشریعہ نے اپنے موقف کا تزوید بنایا ہے اور اپنے دعویٰ کی دلیل (قرار دیا ہے) پیش کر دی جائیں تاکہ وضوح حق میں آسانی ہو اور مسئلہ زد و فہم بن جائے۔
قبر پر شاخ رکھنے کا ثبوت اور اس کے فوائد:

مُحشی نے کہا ”قبر پر شاخ رکھنے سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا“

جب کہ بخاری شریف باب اثبات عذاب القبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قل ہے:
 مر النبی ﷺ بقبرین یعنی بمقابرین فقال انہما یعنی بمقابرین وما یعنی بمقابرین فی کبیر
 اما احدہما فکان لا یستتر من البول اما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم
 اخذ جریدۃ رطبة فشقها بنصفین ثم غرزی کل قبر واحدۃ و قال لعله
 ان یخفف عنہما مالم یبسا۔

(مکوال: جاء احتج: ۶۲)

حضور علیہ السلام دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا ”إن دونوں شخصوں کو
 عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی دشوار بات میں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ
 بچتا تھا اور دوسرا چھٹی کرتا تھا۔ پھر ایک ترشاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چھیرا، پھر ہر قبر پر ایک ایک
 کاڑ دیا۔ اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکوئے خشک نہ ہوں گے ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کی
 جاوے گی۔“

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر پر تازہ شاخ رکھنے سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ (اسی وجہ سے
 اہل سنت قبروں پر بچوں پیش کرتے ہیں جو خوبصوردار اور تازہ ہونے کے ساتھ خوشنا بھی ہوتے
 ہیں) مگر مجھشی سہار نپوری نے اس واضح و صریح حدیث پر عمل نہ کیا۔ بلکہ ایسے اثر کے ہوتے ہوئے
 ”ترشاخ سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا“ کا قول کر دیا۔ جو حدیث کے بھی خلاف ہے اور عقائد و
 معمولات اہل سنت کے بھی خلاف ہے۔

پھر زیرنظر حدیث کی صحیت کو دیکھتے ہوئے مجھشی نے اپنے قول پر چوڑھا مضبوط اعتراض کا
 خوف محسوس کیا۔ تو اس حدیث پاک کو (جس میں قبر پر ترشاخ رکھنے کا حکم ہے) آقا علی شافعیؒ کی
 خصوصیت بتا دی۔

حالاں کے خصوصیت کا دعویٰ کرنا بھی غلط اور بلا دلیل کے ہے۔ کیوں کہ فقہاء محدثین کے یہاں
 خصوصیت کا معیار یہ ہے کہ جس کام سے رسول اکرم ﷺ نے امت کو علی التعموم منع فرمایا ہو اور خود

اس کام کو انجام دیا ہو۔ یا عام لوگوں کو کسی چیز سے منع کا حکم صادر کیا ہوا اور ان میں سے بعض لوگوں کو رخصت دی ہو۔ اور صراحت موجود ہے کہ خصوصیت بلا دلیل کے ثابت نہیں ہوتی۔ جیسا کے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جلد اول ص ۲۷۲ پر فرماتے ہیں:

”ان الخصوصیت لا تثبت الا بد لیل والاصل عدمہ“

کہ خصوصیت بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتی اور اصل تو خصوصیت کا نہ ہونا ہے۔

(نحوالہ: تجليات تاج الشریعہ ص ۳۶۴)

اب غور فرمائیے! کہ درخت کی شاخ کو قبر پر گاؤ نے سے حضور ﷺ نے منع نہیں فرمایا اس لیے یہ فعل صرف آپ کی ذات اقدس تک محدود خاصیت نہیں۔ آپ کے بعد بھی یہ عمل جاری رہا جو فی زماننا قبروں پر پھول پیش کرنے کی شکل میں موجود ہے۔

قبر پر بیٹھنے کی حرمت:

یوں ہی مخشی نے کہا کہ: ”قبر پر بیٹھنے اور اس کو بچلانے سے میت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ جائز ہے“

جب کہ حدیث پاک ہے:

عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله ﷺ لان یجلس احد کم علی جمرة فتحرق ثیابه فتخلص الی جلدہ خیر له من ان یجلس علی قبر

(مسلم شریف، ص ۳۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک آدمی کو آگ کی چگاری پر بیٹھنے رہنا یہاں تک کہ وہ اس کے پکڑے جلا کر جلد تک پیٹھ جائے اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھنے۔

حدیث منکور سے معلوم ہوا کہ قبر پر بیٹھنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور صرف بیٹھنے ہی کی بات نہیں بلکہ اس پر چلنا، اس سے نیک لگانا، اللہ رسول کو سخت ناپسند ہیں۔ جبھی تو سرکار دو عالم ﷺ

نے تہذید اور تحریک پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ جس کا تقاضا ہے کہ قبر پر بیٹھنا صرف مکروہ تنزیہ ہی نہیں جیسا کہ مُحشی موصوف نے کہا ہے بلکہ مکروہ تحریکی ہے؛ جس کا مرتكب شریعت کا مجرم ہے۔

زندہ کے عمل سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے:

محشی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ: ”میت کو نفع تو صرف اس کے اعمال صالحہ کی بدولت پہنچتا ہے نہ کہ دوسرا کے اعمال کے سبب۔“

جب ک صحیحین کے اندر واضح ارشاد ہے:

ان النبی ﷺ ضحی بکبیشین املحین احدهما عن نفسه والآخر عن

(بحوالہ: تجليات تاج الشریعہ، ص ۳۶۹)

امّتہ

”نبی اکرم ﷺ نے مختلف رنگ کے مینڈھوں کی قربانی فرمائی، ایک اپنی ذات پاک کی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے“ یوں ہی جاء الحق کے قدیم نسخے میں ص ۲۵۳ پر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمایا کہ مذنبوں سے باور سامنے رکھ کر پڑھا ”اللَّهُمَّ هذَا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ“ ”اے اللہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے، یعنی قربانی کا جو فائدہ ثواب کی شکل میں ہے۔ اس فائدے میں پوری امت کو شریک فرمایا۔

احادیث مرقومہ کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ایک کے عمل سے دوسرا کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اگر قرعی طور پر فائدہ نہ پہنچنے والا ہوتا تو کیا آقا ﷺ کوئی بے فائدہ عمل انجام دیتے؟ ہرگز نہیں۔ نیز اس کا شمار حضور پاک ﷺ کے خاصہ میں بھی نہیں ہوتا بلکہ یہ حکم عام ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سرکار اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے تو ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ”الماء فحفره بیرا و قال هندا لام سعد“ حضور ﷺ نے فرمایا پاکی (بہترین صدقہ ہے تو حضور کے ارشاد کے مطابق) حضرت سعد نے نتوال کھدوایا اور (اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ نتوال سعد کی ماں کے لیے ہے (یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو

(مشکوٰ پرشریف، باب فضل الصدقۃ، ص ۱۶۹ ملے)

اس حدیث سے بھی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ایصال ثواب کی نیت سے زندہ کے عمل سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ نیز آقا علی بن ابی ذئبؑ کا حضرت سعد کو حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ زندہ کا اپنے عمل سے میت کو فائدہ پہنچنا صرف حضور ﷺ کی ذات پاک تک محدود نہیں جیسا کہ مجھشی علامہ احمد علی سہارنپوری نے لکھا۔ بلکہ یہ حکم عام ہے۔

اب تاج الشریعہ علیہ الرحمہ، علامہ احمد علی سہارنپوری کے حاشیہ کی تردید کرتے ہوئے محققانہ انداز میں رقم طراز میں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب الجرید على القبر (بخاری شریف، ص: ۱۸۱، مطبوعہ مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیۃ
مبارک پور)

قوله: فقال إنزعه يا غلام فأنما يظلله عمله (بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۸۱)

اقول: هذا ينادي بأعلى صوته أن ضرب الفسطاط اذا كان عن اعتقاد أن ذلك يظل البيت فهو منوع لما تضمن ذلك من سوء اعتقاد و صرف المال في عبث بخلاف ما اذا كان ذلك ليستظل به الجلوس عند القبر للتسبيح والتهليل وقراءة القرآن فلا مانع منه شرعاً بل هو احسن۔

قد تقرر في الشرع ان الامور بمقاصدها وقد وضع نبينا ﷺ امراً جاماً لشتات المهمات من انواع العبادات والمعاملات فقال: انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرئ مانوى او كما قال عليه افضل الصلة وأذكى التحييات وفي الفسطاط خاصة ورد قوله ﷺ: افضل

الصدقة ظل فساطط ومنحة خادم.

قال في «مجمع البحار» أى اعطاء ظله أى منحة فساطط فاقيم
الظل مقام الاعطاء، لأن غاية نفعها الاستظلal بها ومنحة خادم
لحديمة مجاهم انتهى.

هذا وقد تقرر في محله ان الانسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره
صلوة أو صوماً أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعه كذا في
«الهداية» ومثله في «خزانة المفتين» برمذهالها.

وفي «الدر» باب الحج عن الغير، الاصل ان كل من أتى بعبادة ممالة
جعل ثوابها لغيره ارجح.

وفي «الهندية» عن «الغايه» كـ«الهداية» مع زيادة مفيدة حيث
قال: الأصل في هذا الباب أن الانسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره
صلوة أو صوماً أو صدقة أو غيرها كالحج وقراءة القرآن والأذكار و
زيادة قبور الأنبياء عليهم الصلوة والسلام والشهداء والأولياء
والصالحين وتکفین الموتى وجميع انواع البر كذا في «غاية السروجي»
وشرح «الهداية» وفي «البحر الرائق» لفرق بين أن يكون المجعل له
ميتاً أو حياً.

وفي «الصحيحين» أن النبي ﷺ صحي بكتابتين أملحين احدهما
عن نفسه والأخر عن امهة.

وزاد «ابن ماجة» ذبح احدهما عن أمته له شهد له بالتوحيد
وشهد له بالبلاغ وذبح الآخر عن محمد وآل محمد.

خلافاً صحة حاشية تاج الشرعية:

محشی نے کہا تھا کہ ایک انسان کے عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچ سکتا۔ تاج الشرعہ نے اس کی تردید فرمائی۔ اور مجمع البخار، فتاویٰ عالمگیری، درمختار، بدایۃ، خزانۃ المفتین، بحر الرائق، غایۃ السروری، صحیح بخاری و مسلم و سنن ابن ماجہ کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ بلاشبہ ایک انسان کے عمل خیر کا ثواب دوسرے کو پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ شرعاً جائز اور فوجیخ ہے۔

اسی طرح محشی سہارپوری صاحب نے کہا قبروں پر بیٹھنے یا اپلنے یا روندنے سے صاحب قبر کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر اپاہانت کی نیت نہ ہو تو یہ سب کرنا جائز ہے۔ اس کی تردید کرتے ہوئے تاج الشرعہ نے اپنی تعلیقات میں متعدد حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔ (جن کا احاطہ اس مختصر سے مرتع میں ممکن نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے اصل تعلیقات کی جانب رجح کریں) اور ثابت کیا ہے کہ جن چیزوں سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ ان سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں۔

نیز قبر پر خیمه لگانے کے تعلق سے تاج الشرعہ فرماتے ہیں کہ: خیمه لگانے سے اگر اس کا اعتقاد یہ ہو کہ وہ اس سے میت کو سایہ پہنچائے گا تو یہ غلط اعتقاد رکھنا اور مال کو عبست کام میں صرف کرنا ہے اور اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ قبر کے پاس تلاوت کرنے والے تسبیح و تہلیل کرنے والے اس سے آرام پائیں گے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ یہ متحسن عمل ہے۔ جب کہ یہ بناء علی القبر ہے۔ بلکہ بناء حول القبر یا عند القبر ہو۔ اسی وجہ سے ائمہ دین نے قبور بزرگان کے گرد اگر دز میں جائزۃ التصرف میں مزارات اور عمارت بنانے کو جائز رکھا ہے تاکہ زائرین اور عمل خیر کرنے والے آام پائیں۔ اور تصریحات فرمادی یہیں کہ منع کی علت نیت فاسدہ یا عدم فائدہ ہے۔ لہذا جہاں نیت اچھی ہو اور فائدہ موجود ہو وہاں منع مفتوح ہو گا۔

روئے سہارپوری کی نقاب کشانی:

تاج الشرعہ علیہ الرحمہ نے محشی سہارپوری کے مشرب اور ان کی متعلقة جماعت کو اس وقت خوب واضح طور پر بے نقاب کیا جب سہارپوری صاحب نے ”باب الکراہیۃ التطاؤل علی

الرقيق قوله عبدی و امتنی ”پرمی چوڑی ماشیہ نگاری کرتے ہوئے اپنے مشرب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھ دیا“ فعلی هذا لا ينبغي التسمية بنحو عبد الرسول و عبد النبی و نحو ذلك مما يضاف العبد الى غير الله تعالى“

(بخاری شریف جلد اول، ص: ۳۴۶، حاشیہ ۹، مطبوعہ مجلس برکات الجامعۃ الاعترفیہ مبارکبور)

یعنی عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنا مناسب نہیں اور ایسی ہی ہر اسم ”عبد“ کی اغافل غیر اللہ کی طرف کرنا مناسب نہیں ہے۔ محدث صاحب نے اپنے اس قول سے اس جماعت کا پتہ بتا دیا جس سے ان کی فکر میں کھاتی ہے، جس جماعت نے عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنے کو شرک قرار دیا۔
بہر حال یہ محاورہ بڑا مشہور ہے کہ ”پہنچی ویں پر خاک جہاں کا تمیر تھا“

اس لیے تاج الشریعہ نے ان کا تعاقب فرماتے ہوئے لکھا:

”افصح المحسن عن توهبه هنا حيث منع التسمية بعد الرسول و عبد النبی وكان من الواجب عليه أن يجنب عن الآيات والأحاديث التي ورد فيها اضافة العبد الى غير الله تعالى وسبحانه“

(تعليقات زاهرہ، ص: ۷۰)

یعنی محدث نے اپنی وہابیت کو یہاں ظاہر کیا کیوں کہ انہوں نے عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنے سے منع کیا، جب کہ ان پر واجب تھا کہ وہ ان آیات اور احادیث شریفہ کی تاویل و توجیہہ کرتے جس میں لفظ ”عبد“ کی اضافت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

اس لیے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان آیات کو تحریر فرمایا اور اعلیٰ حضرت کے مبسوط فتویٰ کو پسپرد قرطاس کیا (تفصیل کے لیے اصل تعلیقات کی طرف رجوع ضروری ہے) جس میں متعدد دلائل و برائین سے آپ نے اس مسئلہ کو روز روشن کی طرح عیال کیا ہے۔ جس کو پڑھنے کے بعد شک و شبہات کے گرد و غبار دھل ہو جاتے میں اور حق و صداقت کے طالبین کے لیے ہدایت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

(منکورہ اقتباس ماخوذ ہے ”تجیلات تاج الشریعہ“ ص: ۳۸۰، مضمون ”تاج الشریعہ اور تایلیقات زاهرہ“، از: مولانا سلمان

ازہری، روپنامی)

یہ میں حاشیہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وہ چند نمونے جسے راقم الحروف نے قوم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، جن سے تاج الشریعہ کی علمی خدمات کی بھیجی خوبصورتی ہے اور آپ کی ذات بابرکات ہم عصروں میں نمایاں دکھائی پڑتی ہے۔

غرض یہ کہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے علوم اسلامیہ کے جس بھی شعبہ میں قدم رکھا اس کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ مسائل شرعیہ میں جب بھی کسی شی کے شرعی ثبوت پر قلم اٹھایا تو دلائل و شواہد کے انبار کا دیئے اور جب علمی و تحقیقی رد پر آمادہ ہو گئے تو کاغذ کے اور ارق متنگ دامنی کی شکایت کرنے لگے۔ زمانے نے علوم و فنون میں جب بھی آپ کو آزمایا، آپ سو انتظار آئے۔ نہ آپ کے علم و فضل کی مثال ہے، نہ ہد و تقوی کی نظریہ اور عاشق رسول ایسے کہ زندگی کی کوئی سانس ذکر رسول ﷺ کے بغیر نہیں گزری، خود ارشاد فرماتے ہیں۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

مختصر یہ کہ آپ جیسی پاک ہستی پر زمانے کو ہمیشہ ناز رہنے گا۔

مولیٰ تعالیٰ! تاج الشریعہ کے دینی، علمی، ملی، فقہی پیغامات پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے روحانی فیضان سے ہم سب کو ملامال مال کرے۔

آمین، بجاہ النبی الکریم علیہ اصلوٰۃ والتسلیم۔



اس کتاب کی تحریک میرے ان متعلقین نے دی کہ مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ اقدس میں تحریری خراج عقیدت پیش کیا جائے، اللہ تعالیٰ ان کے ذوقِ تقوی فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ماستر جیل رضوی ﴿ حافظ سراج احمد رضوی ﴽ طالب رضا ﴽ منابھائی ﴽ

طلیبہ درجہ خامسہ جامعہ حنفیہ سنیہ ۲۰۱۸ء